ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ

’’جس کو ملنے سے روح جگمگانے لگے‘‘

(مبارک احمد صدیقی۔لندن)

برطانیہ میں رہنے والے احمدی احباب یقیناً بہت خوش قسمت ہیں۔ یہاں پر رہنے والے بہت سے احمدیوں کی طرح مجھے بھی ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے ۔ یا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ مجھے کم از کم پاکستان اور دور دراز کے ممالک میں رہنے والے احمدی احباب کی نسبت حضورانور کوزیادہ قریب سے دیکھنے کی سعادت ملی ہے۔ میں نے حضور کو قریب سے دیکھا ہے، ایسے غم کے وقت میں بھی جب اُسی دن حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پچاسی کے قریب احمدیوں کی شہادت کی خبر ملی تھی، ہرآنکھ اشکبار تھی۔ مجھے حضور کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔حضورانور کی آنکھ سے گرنے والے ایک آنسو سے کئی اور داستانیں رقم ہوسکتی تھیں۔کسی اور مسلک کے راہنما کے لئے وہ وقت تھا کہ وہ اپنے خطاب کی سوزش کو سننے والوں کے سینوں میں لگی دکھ کی آگ سے ملا کر، ایسا انقلاب انگیز خطاب کرتا کہ تاریخ میں بہترین مقرر لکھا جاتا اور لوگ برسوں عش عش کرتے۔ پھر ایسی خوشی کے موقع پر بھی حضور انور کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اکلوتے صاحبزادے صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب کی شادی کا دن تھا۔خوشی اور غمی کی ایسی لہروں پر ضبط کے پشتوں کا ایسا نظارہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی خاص اور بہت خاص مدد کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی کے بہت سے پہلو ہیں جن پر با آسانی بہت سی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں تاہم آج میں نے ایک پہلو کا انتخاب کیا ہے۔اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حیرت انگیز یادداشت اور اس کی وجہ سے تمام دنیا کے احمدیوں کے حالات سے باخبر رہنا۔ یہ ایک ایسی غیر معمولی بات ہے کہ قریب رہنے والے یا بذریعہ خط و کتابت حضور سے رابطہ رکھنے والے احمدی احباب بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ سوائے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک انسانی ذہن میں دنیا میں بسنے والے ہزاروں لاکھوں کروڑوں افراد کا بائیوڈیٹا کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہو۔

اس سے قبل ایک مضمون میں خاکسار نے لکھا تھا کہ مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے ایک مرتبہ ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میرے لئے ایک بات بہت حیران کن ہے کہ بعض خبریں صرف مجھے معلوم ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ خوش خبری سب سے پہلے میں حضور تک پہنچاؤں لیکن حیرت کی بات ہے کہ حضور کو پہلے سے اُس کا علم ہوجاتا ہے۔خاکسار نے اس بات کا ذکر محترم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے کیا کہ محترم امیر صاحب اس طرح کہہ رہے تھے۔ وہ یہ بات سن کر باقاعدہ ہنس پڑے کہنے لگے کہ میں جو بالکل ساتھ دفتر میں ہر وقت موجود ہوتا ہوں بعض اوقات مجھے اُن خبروں کا علم نہیں ہوتا میں حضور کو بتانے کے لئے جاتا ہوں۔ بہت سی باتوں کا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پہلے سے علم ہو چکا ہوتا ہے اور یہ خلیفۂ وقت کی اللہ تعالیٰ سے غیبی مدد ہے اور حضورانور کا جماعت احمدیہ کے افراد سے ذاتی تعلق ہے۔

سب سے پہلے مَیں ایک بات تسلیم کرتا چلوں کہ ایک چھوٹے سے حلقے کے صدر جماعت کو بھی بعض اوقات مکمل طور پر علم نہیں ہوتا کہ اُس کے حلقے میں ہر فرد کا کیا نام ہے اور کس کے کیا حالات ہیں۔ جب کہ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دنیا بھر کے دوسو سے زائد ممالک کے احمدیوں پر نظر ہوتی ہے اور وہ احمدیوں کی دینی و دنیاوی امور میں راہنمائی کر رہے ہوتے ہیں۔ خاکسار لندن کے ایک نواحی علاقے اپسم جماعت کا صدر ہے۔ حال ہی میں ہمارے حلقے میں ایک فیونرل سروس (میت کو نہلانے اور تدفین کے انتظامات کرنے والی سروس) کا آغاز ہوا ہے جس کے عقب میں ہمیں ایک چھوٹا سا نماز سنٹر بھی بنانے کی سعادت مل گئی ہے۔ہم مجلس عاملہ کے سبھی ارکان روزانہ وہیں پر جمع ہوتے ہیں۔

گزشتہ ایک ملاقات میں خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو نماز سنٹر کی خوشخبری دیتے ہوئے کہا کہ وہاں فیونرل سروس بھی شروع ہو رہی ہے۔ کچھ دنوں تک فیونرل سروس کا آغاز ہوجائے گا۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اُس وقت ساتھ ساتھ کچھ اہم خطوط پر دستخط بھی فرما رہے تھے۔ حضور انور نے اپنے اس کام میں مصروف رہتے ہوئے فرمایا کہ ’’وہاں پہلی سروس ہو بھی گئی ہے۔ عامر انیس کی اہلیہ کی میت وہیں لے جائی گئی تھی۔ اب کل پرسوں ڈاکٹر مقبول ثانی کی والدہ کی میت بھی وہیں لے جائی جائے گی‘‘۔ میں نے کافی زیادہ حیرانی سے اور لفظ کو لمبا کرکے کہا ’’اچھا‘‘۔حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا ’’اچھا تو آپ ایسے کہہ رہے ہیں جیسے آپ کو کچھ علم ہی نہیں ہے‘‘۔ میں بہت زیادہ حیران ہوا کیونکہ ہم آجکل زیادہ تر وہیں نماز سنٹر میں تھے اور ہمیں ابھی معلوم نہیں ہوا تھا کہ یہاں سروس شروع ہوچکی ہے۔جن دو احباب کا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذکر فرمایا تھا میں سمجھتا تھا کہ وہ صرف میرے ہی پرانے دوست ہیں اس لئے مجھے اُن کے نام یاد ہیں۔

بہرحال اُسی روز ہمارے حلقے کی عاملہ کی میٹنگ تھی۔ ایک باخبر دوست کہہ رہے تھے کہ تین دنوں تک یہاں سروس شروع ہوجائے گی۔ دوتین دوستوں نے کہا کہ نہیں ابھی ایک دو ہفتے لگ سکتے ہیں۔خاکسار نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا احباب ذرا رکیے۔ یہاں سروس شروع ہو چکی ہے اور یہ بات مجھے حضور سے معلوم ہوئی ہے۔

اسی ملاقات میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’آپ کل جمعہ میں دوسری صف میں بیٹھے تھے اور زیرلب کچھ پڑھ رہے تھے؟‘‘ میں ششدر سا رہ گیا۔ میں نے عرض کی حضور بالکل میں دوسری صف میں تھا۔لیکن حضور کل تو اتفاق سے ایسے ہوا تھا کہ میں زیادہ وقت آپ کو ہی دیکھتا رہا تھا لیکن مجھے لگا تھا کہ آپ نے ہماری طرف کے لوگوں کو دیکھا ہی نہیں ۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آٹھویں صف تک میں بیٹھے لوگوں کا بھی پتہ ہوتا ہے کہ کون کون آیا ہوا ہے‘‘

جہاں تک عاجزی وانکساری کی بات ہے آپ یقین کریں اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا کہ میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے زیادہ منکسرالمزاج کوئی نہیں دیکھا۔ دومرتبہ ایسے ہوا ہے کہ دورانِ گفتگو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں بڑا معمولی قسم کا بندہ ہوں۔

ایک موقع پر جب تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی ایک تقریب تھی خوش قسمتی سے مجھے حضور کی قربت میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ میں نے کہا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بارہ سالوں سے میں دیکھ رہا ہوں ایک بھی جمعہ ایسا نہیں گزرا جب حضور نے خطبہ جمعہ ارشاد نہ فرمایا ہو یعنی ہر جمعہ کا خطبہ اور نماز حضور نے پڑھائی ہے تو حضور کبھی آپکا گلا خراب یا کھانسی یا بخار نہیں ہوتا۔(دراصل اس معاملے میں ، میں خود بہت حساس ہوں۔ گرد وغبار، سردی یا فرائیڈ چیزوں کی تصویر بھی دیکھ لوں تو سانس کی تکلیف ہوجاتی ہے۔ اس لئے مجھے پوچھنا پڑا) تو میں نے پوچھا کہ حضور کبھی آپکا گلا خراب یا کھانسی یا بخار نہیں ہوا۔حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا میں معمولی قسم کا آدمی ہوں مجھے بھی سب کچھ ہوتا ہے میں ایک آدھ گولی کھا کے اپنے کام میں مصروف ہوجاتا ہوں۔ پھر کچھ توقف کے بعد فرمایا ’’میں مزدور قسم کا بندہ ہوں۔ تمہاری طرح نازک مزاج نہیں ہوں‘‘۔اللہ اکبر۔ وہ جن کے لئے کروڑوں احمدی احباب جان دینے کے لئے تیار ہیں، دنیا کی وہ واحد مسلمان راہنما شخصیت جس کے اعزاز میں کیلی فورنیا کی پولیس نے ساری ٹریفک رکوادی تھی اور جن کی نماز کی ادائیگی کے لئے کینیڈا کی مملکت نے اپنی پارلیمنٹ ہاؤس کے دروازے کھول دیئے تھے وہ فرماتے ہیں میں مزدور قسم کا بندہ ہوں۔

ایک مرتبہ حضورِانور جلسے کے انتظامات کا معائنہ فرمانے کے لئے مسجد فضل، مسجد بیت الفتوح، اسلام آباد اور جامعہ احمدیہ یوکے کا دورہ کرنے کے بعد جب حدیقۃ المہدی تشریف لائے اور مختلف شعبہ جات کا معائنہ کرنے لگے تو میں بھی برکت کے لئے قافلے کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلے سے چلنے لگا۔کافی استقلال دکھایا لیکن ایک موقع پر میں تھک کر واپس آگیا۔اس کے کچھ دنوں بعد حضور سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں نے اتنا پیدل چلنے کے حوالے سے عرض کی حضور آپ تھکتے نہیں ہیں؟۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ’’تھک جاتا ہوں میں کوئی لوہے کا تو نہیں۔لیکن میں کام جاری رکھتا ہوں‘‘۔

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالمِ نو دیکھا ہے
مرحلہ طے نہ ہوا تیری شناسائی کا

میں آج کے موضوع کی طرف واپس آتا ہوں کہ کس طرح خط لکھنے والے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یاد رہ جاتے ہیں اور کس طرح انتہائی تفصیلی خطوط پر بھی حضور کی نگاہ بابرکت ہوتی ہے۔پچھلے دنوں ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے کچھ طلباء نے مراکش جانے کا پروگرام بنایا۔ٹکٹیں اور ہوٹل وغیرہ بُک کروانے کے بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ اس کے لئے تو حضورانور سے اجازت لینی چاہئے تھی۔ چنانچہ فوری طور پر سوچا کہ دیر سے ہی سہی لیکن اجازت کے لئے لکھ دینا چاہئے۔ اگر اجازت نہ ملی تو ہرچند کہ ٹکٹیں نان ریفنڈ ایبل (Non-refundable) ہیں ہم نہیں جائیں گے۔ سو خاکسار نے پروگرام کی تفصیل لکھتے ہوئے اجازت اور دعا کی غرض سے حضور کی خدمت میں خط لکھ دیا۔ ساتھ لکھ دیا کہ ٹکٹیں بُک ہو چکی ہیں۔ پھر جب ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو خاکسار نے انتہائی ادب سے کہا کہ حضور ہم مراکش جارہے ہیں اس کی اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں خط لکھ دیا تھا۔حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اجازت دے دی ہوئی ہے۔ خط آپ کو مل جائے گا۔ ساتھ ہی انتہائی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا وہ آپ نے اجازت تو نہیں مانگی تھی، فلائٹ بُک کر کے مجھے صرف اطلاع ہی دی تھی۔ خاکسار اندر سے لرز گیا لیکن اوپر سے وضع داری قائم رکھتے ہوئے مَیں نے کہا حضور ازراہ شفقت ایک بات بتائیے کہ آپ یہ خطوط اتنی تفصیل سے پڑھتے کس وقت ہیں کیونکہ میرا خط تو کافی تفصیلی تھا اور حضور کو تو میں صبح سے رات گئے تک مصروف دیکھتا ہوں۔اس پر حضور نے فرمایا اس کو چھوڑیں آپ نے یہ لکھا تھا کہ نہیں کہ ٹکٹیں بُک کروالی ہیں ، اجازت عطا فرمائی جائے۔ خاکسار نے کہا حضور لکھا تو بالکل ایسے ہی تھا۔ مجھے بہت زیادہ تعجب اس بات پر ہوا کہ وہی فقرہ جو میں نے لکھا تھا حضورِانور نے وہی لفظاً لفظاً سنایا۔

پھر میں نے عرض کی کہ ہماری ایسوسی ایشن کے ممبران کی خواہش ہے کہ آئندہ تقریب میں سارے ممبران کی حضورانور کے ساتھ گروپ فوٹو کی سعادت حاصل ہو۔ قارئین اب حیرت انگیز بات سنئے۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مجھے یاد ہے پچھلے سال گروپ فوٹو نہیں ہوسکی تھی۔ جب میں کار میں بیٹھنے لگا تھا تو آپ نے ذکر کیا تھا کہ گروپ فوٹو رہ گئی ہے۔ اللہ اکبر۔ کروڑوں افراد کے روحانی سربراہ، دوسو سے زائد ممالک کے انتظامی اور تربیتی امور پر نظر رکھنے والے، روزانہ پانچ وقت نماز پڑھانے اور ساتھ ساتھ ہزاروں خطوط دیکھنے والے، اور دنیا بھر میں سفر کرکے وہاں کی پارلیمنٹ میں جا کر اسلام کے دعوت دینے والے ہمارے پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو یاد تھا کہ پچھلے سال تقریب سے روانگی کے وقت جب حضور کار میں بیٹھنے لگے تھے تو ایک انتہائی معمولی سے شخص نے کہا تھا کہ حضور آج گروپ فوٹو رہ گئی ہے۔ سبحان اللہ۔ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے امام کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرماوے۔

دعا کے لئے خطوط لکھنے والوں کو میں کہوں گا کہ کبھی تصور بھی نہ کریں کہ شائد میرا سارا خط حضور نہ پڑھیں یا شائد میرے خط پر حضورانور کی نظر ہی نہ پڑے۔ جو بار بار خط لکھتے ہیں حضورانور کو اُن کے نام اور حالات تک یاد ہوتے ہیں۔ ہرچند کہ ہر روز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ملنے والے خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے پھر بھی خط لکھتے وقت اس کامل یقین کے ساتھ لکھئے کہ حضورانور یہ خط پڑھیں گے اور خاص طور پر میرے لئے دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ حضورانور کی دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔ کبھی یہ ذہن میں نہ لائیں کہ اتنے بڑے بڑے خدمت گزاروں میں حضور کو مجھ جیسے نامعلوم شخص سے کہاں پیار ہوگا۔ یا وہ میرا سارا خط شاید نہ پڑھیں۔

گو کہ عاشق ہزاروں کھڑے ہیں اُدھر
چشمِ تر ہم بھی جائیں گے اُس رہگزر
ہم خطاکار ہیں جانتے ہیں مگر
اُس کی پڑ جائے ہم پہ بھی شائد نظر
آؤ اُس سے ملیں آؤ اُس سے ملیں

کے مصداق خلیفۂ وقت کی اپنے لئے محبت سے کبھی دستبردار نہ ہوں۔ یقین کریں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: جس کو ملنے سے روح جگمگانے لگے

از صفحہ 4

لکھنے والوں کے نام کا پتہ ہوتا ہے اور یہ بھی علم ہوتا ہے کہ کون مجھے خط لکھتا ہے اور کون نہیں لکھتا۔ ایک مرتبہ بیرون ملک سے آئے ایک دوست ملاقات کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات کے بعد مجھے انہوں نے بتایا کہ دوران ملاقات میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک قلم بطور تبرک عطا کرنے کی درخواست کی۔ حضور انور نے قلم عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے کیا کرو گے۔ میں نے کہا حضور کو دعا کے لئے لکھا کروں گا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس نام کا خط پہلے تو مجھے کبھی نہیں ملا۔ یہ دوست ملاقات کے بعد آنکھوں میں آنسو لئے بہت ندامت محسوس کر رہے تھے، کہنے لگے واقعی میں اس سلسلے میں بہت سست تھا اور کبھی خط نہیں لکھ پایا اب باقاعدگی سے لکھا کروں گا۔

اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز

قارئین ایک بات خود میرے لئے ابھی تک معمہ ہے کہ حضور یہ خط پڑھتے کس وقت ہیں اور تفصیلی اور مختلف طرز تحریر میں لکھے گئے خطوط پر کیسے حضور کی نگاہ ہوتی ہے۔ ایک تفصیلی خط میں نے لکھا جس میں کوئی آٹھ دس باتیں تھیں۔ ایک بات یہ بھی تھی کہ ہم محترم زرتشت منیر صاحب کے ساتھ ایک شام کر رہے ہیں حاضرین کے لئے ہم بریانی بنوا رہے ہیں۔ دیگر امور کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد تھا کہ ”صرف بریانی کیوں۔ اچھا کھانا بنوائیں“۔

میں نے جو لکھا کہ سمجھ نہیں آتی کہ حضور انور یہ خطوط کس وقت پڑھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ صبح سے لے کر نماز عشاء تک تو حضور انور کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ساری دنیا کے سامنے ہے۔ سارا دن نمازوں، عبادت، دفتری امور کے ساتھ ساتھ انتظامی امور سے متعلق راہنمائی لینے والے ملاقاتیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، شام کو کوئی بیس پچیس فیملیاں ملاقات کے لئے ہوتی ہیں ہر فیملی میں دو تین ممبر بھی ہوں تو چالیس پچاس افراد بن جاتے ہیں اُن سب کو حضور انور ملاقات کا شرف بخشتے ہیں اور یہ ملاقاتیں صبح سے لے کر شام گئے تک جاری رہتی ہیں۔ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ دن کے کوئی دس بجے کے قریب خاکسار حضور انور سے ملاقات کر کے واپس اپنے کام پر گیا۔ شام کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ ملاقاتوں کا سلسلہ اُسی طرح جاری ہے اور اب فیملی ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ یہ ملاقاتیں بھی عام ملاقاتیں نہیں بلکہ ہر کوئی ایک نئی زندگی اور نئی عقیدتیں لے کر نکلتا ہے۔ کسی دنیاوی لیڈر سے اگر ہم روز ملیں تو شائد معمول کی بات بن جائے لیکن میں نے یہاں عجیب نظارے دیکھے ہیں۔ ہر وقت ساتھ رہنے والے محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بھی ہر مرتبہ ملاقات کے لئے دفتر اندر جانے سے پہلے ادب واحترام اور عقیدت سے سرشار لرزرہے ہوتے ہیں اور ہر ملاقات کے بعد حضور کے دفتر سے شاداب سے ہو کر باہر نکلتے ہیں اور ان کے چہرے سے طمانیت کا احساس واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضور سارا دن تو اس طرح انتظامی امور کی اور احمدی احباب سے معمول کی ملاقاتوں میں مصروف ہوتے ہیں حضور اتنی زیادہ تعداد میں خط روزانہ کس وقت پڑھتے ہوں گے۔ جہاں تک میرا قیاس ہے حضور دفتری اور انتظامی امور کے خطوط دن کے وقت پڑھتے ہوں گے جبکہ دنیا بھر سے آئے ہوئے وہ ذاتی خطوط جن میں احمدی احباب اپنے والدین سے زیادہ شفیق امام کو اپنے تمام تر حالات لکھ بھیجتے ہیں ممکن ہے وہ خطوط حضور دن بھر بارہ گھنٹے کام کرنے کے بعد راتے گئے پڑھتے ہوں۔

قوم احمد جاگ تُو بھی جاگ اُس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

سو ہمیں چاہئے کہ ہم خود بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے خط لکھتے رہیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں۔

معزز قارئین آپ کو ایک اور بات بتاتا چلوں۔ پچھلے سال کی بات ہے۔ ہماری تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں ایک درخواست بھجوائی کہ اب سے تین ماہ بعد ہم ایک تقریب کرنا چاہ رہے ہیں جس میں حضور انور سے شرکت کی مؤدبانہ درخواست ہے۔ حضور انور نے اس خط پر ارشاد فرمایا کہ آپ تقریب کریں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔ ہم نے تقریب کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اب تقریباً دو ماہ سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ خاکسار کو خوش قسمتی سے ملاقات کا موقع مل گیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور تقریب اب کچھ ہی دنوں میں ہے اور حضور انور نے ہم سے شرکت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے اپنے خط کے ہو بہو الفاظ فرمائے کہ میں نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آؤں گا۔ میں نے تو یہ کہا تھا آپ تقریب رکھ لیں میں شامل ہونے کی کوشش کروں گا۔ خاکسار نے ملاقات کے بعد مجلس عاملہ کو بڑے افسردہ دل سے بتایا کہ ہر چند کہ میں نے اپنی بہترین کوشش کی لیکن تین ماہ کے بعد بھی حضور کو اپنے الفاظ ہو بہو یاد تھے۔ اس لئے ٹوٹے دل کے ساتھ ہی سہی لیکن ہم نے پروگرام کی تیاری جاری رکھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری خوش قسمتی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری اس تقریب میں رونق افروز ہوئے اور ہماری حوصلہ افزائی کے لئے تقریباً پچاس منٹ تک تشریف فرما رہے۔

ایک مرتبہ کوئی سات آٹھ سال پہلے میں اچانک بہت بیمار ہو گیا۔ ہوا یوں کہ اپنڈکس Burst ہو گیا اور حالت غیر ہو گئی۔ تین دنوں کے بعد آپریشن ہوا اور ڈاکٹر کہنے لگے کہ زندہ بچ جانے پر حیرانگی ہے۔ ویسے مجھے بھی بیہوش ہوتے ہی لگا تھا کہ دنیا خدا حافظ۔ بہر حال ہسپتال جاتے ہوئے بھی اور وہاں سے بھی حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کا خط لکھا تھا۔ پھر صحت یاب ہونے کے بعد حضور کو لکھا کہ گھر آ گیا ہوں۔ یہ خط لکھ کے ایک دوست کو دیا کہ مسجد پہنچا دو۔ کوئی بیس پچیس دنوں بعد اس ”جلد باز“ دوست سے ایک بازار میں ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے کہ خط دستی دینا ہے کہ پوسٹ کر دوں۔ میرے ہاتھ سے شاپنگ بیگ چھوٹتے چھوٹتے بچے۔ اُس کے کچھ دنوں بعد ایم ٹی اے کا ایک پروگرام تھا۔ خاکسار بھی ایک نظم پڑھنے کے لئے جب سٹیج پر جانے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قریب سے گزرا تو حضور انور نے صحت سے متعلق دریافت فرمایا اور فرمایا کہ بیمار ہونے کی اطلاع دی تھی۔ صحت یاب ہونے کا خط نہیں لکھا تھا۔ یہ سن کر مجھے بیماری کے دن کی مشکلات بھول گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

خدا سے یہ دعا کرو سدا یہ سائباں رہے
سدا بہار کی طرح وفا کا گلستاں رہے
چمن کا باغباں رہے
یہ جانتے ہیں آپ بھی اُسی میں آب و تاب ہے
شجر کے ساتھ جو رہے وہ شاخ کامیاب ہے
وہ سبز ہے گلاب ہے
اُسی کے دم سے رونقیں اُسی سے یہ بہار ہے
امام وقت کے لئے یہ جان بھی نثار ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعا کے لئے لکھنے والے کبھی یہ خیال بھی نہ کریں کہ ہم نے جو کچھ خط میں لکھا ہے شائد وہ حضور انور کی نظروں سے نہ گزرے۔ امام وقت ایدہ اللہ کی ہر بات ہر قدم اور ہر نگاہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔ اور نگاہ یار وہ شے ہے جو ذرّے کو بھی زر کر دے والا معاملہ ہے۔ اس لئے ہمیں دعا کے لئے ضرور لکھتے رہنا چاہئے بلکہ جہاں ہم پریشانیوں کے وقت دعا کے لئے لکھتے ہیں وہیں پر ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم خوشی کی خبریں بھی لکھیں۔ اور کوئی بات نہ ہو تو یہ ہی لکھ دیں کہ میں خیر و عافیت سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ باقاعدگی سے پانچوں نمازیں پڑھ رہا ہوں۔ آپ سب یہ بات مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ حضور کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ جب کوئی اپنے متعلق بتائے کہ میں نمازوں میں پابند ہوں۔ گزشتہ دنوں ایک حلقے کی مجلس عاملہ سے ملاقات کے دوران کا واقعہ ہے کہ حلقے کے صدر صاحب نے عرض کی کہ حضور ہم نے چندوں کے نظام کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ خاکسار اس ملاقات میں نہیں تھا لیکن مولانا نسیم باجوہ صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور انور نے یہ سن کر ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے نمازوں کی ادائیگی سے متعلق بتائیں۔

جرمنی کے ایک دوست بتا رہے تھے کہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو سوچ رہا تھا کہ اپنا تعارف کرواؤں گا۔ لیکن میرے تعارف سے پہلے ہی حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے خط مجھے ملتے رہتے ہیں آپ کے دادا جان فلاں جگہ رہتے تھے آپ کے ابا جان فلاں شہر میں کام کرتے تھے آپ کے چچا کی دکان وہاں ہوا کرتی تھی۔ وہ دوست کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے باہر نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنا پیارا امام دیا ہے کہ آج میں اتنے برسوں بعد ملنے آیا ہوں تو مجھ جیسے گمشدہ آدمی کو بھی حضور نے پہچان لیا ہے۔

سٹوک میں رہنے والی میری خالہ زاد بہن جو کہ مکرم محمد افضل کھوکھر شہید گوجرانوالہ کی بیٹی اور محمد اشرف شہید کی چھوٹی بہن ہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی بار ملاقات کے لئے جا رہی تھیں۔ ملاقات کے بعد مجھے بتانے لگیں کہ ملاقات کے لئے جاتے وقت میں سوچ رہی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تو مجھے جانتے بھی نہیں اس لئے از سر نو تعارف کرواؤں گی۔ ملاقات کے چند لمحات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کے سٹوک والے گھر بھی گیا ہوا ہوں۔

محترم رانا مبارک صاحب آف علامہ اقبال ٹاؤن (مرحوم) نے ایک دن بتایا کہ میں حضور سے ملنے گیا تو حضور نے فرمایا کہ لاہور کے فلاں صاحب کی صحت اب کیسی ہے۔ آپ نے اپنے خط میں اُن کے متعلق لکھا تھا کہ وہ آج کل بیمار ہیں۔ رانا صاحب بعد میں دوستوں کو بتا رہے تھے کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا یہ سوچ کر کہ حضور کو میرے خطوط یاد تھے اور تین چار ماہ کے بعد بھی حضور کو اُن بیمار ہونے والے صاحب کا نام یاد تھا جبکہ وہ صاحب لاہور میں بھی بڑے گمنام سے تھے۔

ایک واقعہ جو خاکسار پہلے ایک مضمون میں لکھ چکا ہے وہ دوبارہ لکھتا ہوں کیونکہ وہ اس موضوع سے متعلق ہے جو اس وقت چل رہا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ ملاقات کی درخواست دی۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا ابھی مصروفیت ہے اگلے ہفتے پتہ کر لیں۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اگلے ہفتے خاکسار نے پھر ملاقات کے لئے لکھا تو ارشاد ہوا کہ ابھی مصروفیت ہے پھر کبھی پتہ کریں۔ خاکسار خاموش ہو گیا کسی سے ذکر نہیں کیا۔ اس بات کو پانچ چھ ماہ گزر گئے۔ اس عرصے میں حضور انور نے کتنے لوگوں کو ملاقات کا شرف بخشا ہو گا۔ اگر روزانہ یہ تعداد چالیس بھی ہو تو چھ ماہ میں مجموعی طور پر اندازاً کوئی سات ہزار لوگ مل کر گئے ہوں گے۔ اگر روزانہ خطوط کی تعداد پندرہ سو بھی لگائی جائے تو تقریباً دو لاکھ ستر ہزار خطوط ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ اسی دوران حضور انور نے یورپ کا دورہ فرمایا امریکہ بھی تشریف لے گئے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کو ملکی سطح پر پروٹوکول دیا گیا۔ بہر حال اتنے عرصے میں، مَیں بھی یہ بات تقریباً بھول گیا کہ میں نے ملاقات کے لئے لکھا تھا۔ پھر خاکسار معمول کی فیملی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو پیارے حضور نے خاکسار کا ہاتھ پکڑے پکڑے فرمایا کہ آپ نے کچھ مہینے قبل ملاقات کے لئے پوچھا تھا اُن دنوں میری مصروفیات بہت زیادہ تھیں۔ بعد میں، میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے پوچھا بھی تھا کہ کیا آپ نے ملاقات کے لئے پھر سے پوچھا ہے“۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ شفقت دیکھ کر دل نے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا کہ اتنے ممالک کے دورے کے بعد بھی ایک معمولی خادم کے متعلق یاد رہا کہ اُسے ملاقات کا وقت نہیں دیا تھا۔ سبحان اللہ۔

ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ بعض اوقات نام میرے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں اور پھر حضور سے ملاقات میں تو انسان ویسے بھی عقیدت و محبت میں بہت کچھ بھول جاتا ہے۔ کہنے لگے حضور نے کہا آپ کے چچا جان کیسے ہیں کیا نام اُن کا؟ کہنے لگے گھبراہٹ میں چچا کا نام میرے ذہن سے محو ہو گیا۔ میں سوچنے لگا لیکن مجھ سے پہلے حضور نے میرے چچا کا نام لے لیا۔ کہنے لگے کہ ملاقات کے بعد میں نے چچا کو فون کیا کہ اس طرح ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کا نام لیا ہے۔ اُن کے چچا خوشی سے سرشار ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں نے زندگی میں صرف ایک بار حضور سے ربوہ میں ملا تھا اور حضور نے مجھ سے میرا نام پوچھا تھا۔

ہمارے بریڈ فورڈ والے محترم ڈاکٹر باری ملک صاحب نے ایک مرتبہ بتایا کہ حضور انور جب مہتمم بیرون مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی حیثیت میں یو کے کے دورہ پر تشریف لائے تو ان دنوں باری صاحب نارتھ ریجن کے ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ حضور محترم میاں محمد صفی صاحب نیشنل قائد یو کے کے ہمراہ بریڈ فورڈ تشریف لائے تو حضور نے کچھ دیر کے لئے باری صاحب کے گھر پر قیام فرمایا۔ خلافت کے بعد حضور انور جب پہلی بار بریڈ فورڈ مسجد المہدی کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے تشریف لائے تو پہلے مسجد بیت الحمد تشریف لائے۔ باری صاحب حضور انور کو

مسجد کے مختلف حصے دکھا رہے تھے تو اس دوران حضور نے محترم باری صاحب سے پوچھا کہ تم اب بھی اُسی گھر میں رہتے ہو جہاں میں آیا تھا۔ باری صاحب کہتے ہیں کہ حضور انور کی زبانی یہ بات سن کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔

پھر باری بھائی نے ایک اور بات بتائی کہ اُن کی دادی جان صاحبہ بہت اچھا ساگ بناتی تھیں اور دعا کی غرض سے ہم وہ ساگ کا سالن بزرگوں کے گھروں میں بھی بھجواتے تھے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی وہ ساگ کھایا ہوا تھا تاہم اس بات کو اب ایک بہت لمبا عرصہ گزر چکا تھا۔ اکتوبر 2004ء میں حضور انور نے واقفین زندگی احباب کی بریڈفورڈ میں دعوت فرمائی۔ ہم نے بریڈفورڈ کے قریبی قصبہ الکلے کے ایک خوبصورت مقام پر اس دعوت کا انتظام کیا۔ باربی کیو کا انتظام تھا کسی گھر سے ساگ بھی بھجوایا گیا تھا۔ کھانے کے دوران کسی دوست نے بتایا کہ حضور خاکسار کو یاد فرما رہے ہیں۔ خاکسار خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انور نے فرمایا ''یہ ساگ ویسا نہیں ہے جیسا آپ کی دادی جان صاحبہ پکایا کرتی تھیں اُس ساگ کا مزا ہی اور تھا''۔ باری بھائی کہتے ہیں کہ خاکسار کو حضور انور کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر انتہائی خوشی ہوئی اور حیرت بھی ہوئی کہ اتنا لمبا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی حضور انور کو یہ بات یاد تھی۔

ایک بہت اہم بات جس کا میں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قریب رہ کر مشاہدہ کیا ہے وہ یہ ہے کوئی بھی فرد حضور کی محفل میں چھوٹا نہیں ہوتا۔ بلکہ حضور ازرہ شفقت ہر کسی سے اُس کے مزاج، علمی استعداد اور ہنر کے مطابق بات کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک ہی دن ملاقاتوں میں حضور سے ایک ملاقاتی پانچ ملین پاؤنڈ کے پراجیکٹ کے لئے راہنمائی لے رہا ہو اور ممکن ہے کہ اگلا ملاقاتی پانچ ہزار پاؤنڈ والے خدمت خلق کے منصوبے کی بات کر رہا ہو۔ ایک ملاقاتی سائنسدان ہوسکتا ہے اور دوسرا عام سا مزدور، ہنرمند ہوسکتا ہے۔ حضور کسی کو یہ احساس نہیں دلواتے کہ تمہارا یہ چھوٹا سا منصوبہ ہے کسی اور سے جا کر پوچھ لو۔

ایک مرتبہ اردو زبان کی ایک ادبی محفل میں مجھے دو چہرے ایسے نظر آئے جو میرے لئے اور باقی تمام حاضرین کے لئے اجنبی تھے اور جن سے متعلق مجھے گمان نہیں بلکہ یقین تھا کہ انہیں اردو نہیں آتی۔ یہ چہرے ایسے تھے کہ ہمیں بطور انچارج ایک دوسرے سے پوچھنا پڑا کہ انہیں کون جانتا ہے۔ سب نے نفی میں جواب دیا ہاں ایک دو مربیان کرام نے بتایا کہ مخلص احمدی ہیں۔ ایک افریقن دوست تھے اور ایک غالباً انڈونیشین۔ دوران پروگرام خاکسار نے عرض کی کہ حضور آج کی مجلس میں دو افراد ایسے بھی ہیں جنہیں اردو نہیں آتی۔ غالباً وہ صرف حضور کے دیدار کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضور انور نے مسکراتے ہوئے اُن دونوں احباب کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا یہ آپ سے اچھی اردو بول لیتے ہیں۔ محفل کشت زعفران بن گئی۔ پھر حضور انور نے افریقن دوست کو ارشاد فرمایا۔ وہ افریقن صاحب اپنی نشست سے اُٹھے اور اردو میں کہنے لگے کہ مجھے اردو شاعری اچھی طرح سمجھ آتی ہے۔ انڈونیشین صاحب نے بھی اردو میں کوئی بات کر کے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک دو نہیں بلکہ دوسو سے زائد ممالک میں رہنے والے احمدی احباب حضور انور کی توجہ اور دعاؤں کا اعزاز پاتے ہیں۔ اگر ہم عرب کے لوگوں سے ملیں تو وہ کہتے ہیں کہ حضور سب سے زیادہ پیار عرب لوگوں سے کرتے ہیں، یورپ والے کہتے ہیں کہ ہم جب چاہیں گاڑی نکالیں اور اگلے دن جا کر حضور کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہم جیسا خوش قسمت کوئی نہیں۔ ایشین احمدی ویسے ہی حضور کو اپنا ہی سمجھتے ہیں، بنگلہ دیش والے تو بہت ہی زیادہ خوش قسمت ہیں اور پھر افریقن احمدی احباب کے لئے حضور کی محبت سب سے سوا معلوم ہوتی ہے۔ امریکہ کینیڈا، آسٹریلیا، غرض ہر قوم اور ہر خطے کے احمدی احباب حضور انور کی محبت، شفقت اور راہنمائی سے یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے بغیر ممکن ہے۔ ہرگز نہیں۔

اور اب مضمون کے اختتام پر میں وہ بات لکھنے لگا ہوں جس کی وجہ سے کل شام اس مضمون کو لکھنے کی تحریک ہوئی۔ کل شام یونہی جب تنہائی میں، میں نے پچھلے تیرہ سالوں کا جائزہ لیا تو یہ سوچ کر حیران رہ گیا ہوں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ بارہ تیرہ سالوں میں ایک مرتبہ بھی کسی خط میں، ملاقات میں، کسی تقریب کے لئے یا کسی پروگرام کے لئے ''نہیں'' نہیں کہا اور ازراہ شفقت اجازت ہی دی ہے۔ اب اتنے سالوں بعد انکشاف ہوا ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے کسی بھی احمدی کو ''نہیں'' کہنا انتہائی مشکل کام ہے۔ اس لئے جب سے اس حقیقت سے آگاہ ہوا ہوں کہ حضور کے لئے کسی کو ''نہیں'' کہنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔ اب سوچا ہے کہ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے صرف اور صرف دعا ہی کرنی ہے اور صرف دعا کے لئے ہی کہنا ہے۔

شائد کوئی سوچ رہا ہو کہ میں نے تو بیٹے یا بیٹی کی شادی کی تقریب میں بڑی محبت وعقیدت سے دعوت دی تھی، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے معذرت آگئی تھی۔ بات یہ ہے کہ قارئین کہ انتظامی امور کی بات بالکل مختلف ہے اور پوری دنیائے احمدیت میں نظام کو درست رکھنے کے لئے اور اجتماعی مفاد میں حضور انور کو ایسے فیصلے بھی کرنے پڑتے ہیں اور بہت سی تقاریب میں حضور شامل نہیں بھی ہوسکتے۔ حضور انور کی مصروفیات کی ڈائری کئی کئی مہینے پہلے سے بھری ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک آدمی ایک وقت میں دو جگہ نہیں ہوسکتا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کب کس کس کو وقت دیتے ہیں اور اس کی حکمت کیا ہے یہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کچھ سال قبل عیدالفطر کے بعد حضور مسجد بیت الفتوح میں سارے لوگوں کو یعنی چار پانچ ہزار مردوں کے پاس جا کر انہیں شرف مصافحہ بخش رہے تھے۔ حضور تیز تیز چلتے ہوئے ہاتھ ملا کر آگے تشریف لے جاتے تھے۔ پوری صف میں سے کسی ایک خوش قسمت شخص کے پاس رک کر ایک آدھی بات بھی فرماتے جو کہ یقیناً بہت بڑی خوش بختی تھی۔ مجھے بھی مصافحے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن کوئی بھی بات نہیں ہوئی۔ مجھ سے آگے تیسرے شخص کے پاس حضور کچھ لمحات کے لئے رُکے اُس کا حال احوال پوچھا۔ ویسے وہ شخص میری طرح ہی پریشان حال دکھائی دینے والا تھا سو دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر کسی پریشان حال شخص سے ہی بات کرنی تھی تو وہ مَیں سب سے زیادہ موزوں تھا۔ کچھ دنوں بعد اتفاق سے اُسی اجنبی شخص سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے مبارکباد دی کہ عید کے روز اتنے لوگوں کو چھوڑ کر حضور نے آپ کا حال پوچھا۔ وہ دوست بتانے لگے کہ میری صحت اچھی نہیں رہتی۔ میں نے کچھ عرصہ قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کا خط لکھا تھا۔ عید کے دن حضور مجھ سے میری صحت سے متعلق دریافت فرما رہے تھے۔

بہر حال یہ تو چند ایک مثالیں ہیں جو میں نے بغیر کسی خاص ترتیب کے سپرد قلم کی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے پاس ایسی بہت سی مثالیں ہیں۔ برکات خلافت سے متعلق آپ یقیناً بڑے بڑے ایمان افروز واقعات بھی پڑھتے رہتے ہیں، بڑی بڑی زبردست تحریریں بھی پڑھتے ہیں کہ کس طرح دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ خلافت کی برکت سے جماعت کو ترقیات عطا فرما رہا ہے لیکن ان بظاہر چھوٹے چھوٹے واقعات کو دیکھ کر بھی انسان یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج اگر دنیا میں امن کی کوئی ضمانت ہے تو وہ خلافت احمدیہ ہی ہے جس میں تمام تر مصروفیات کے ساتھ ساتھ خلیفہ وقت ہر ہر ملک اور ہر ہر شہر کے احمدیوں کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور ہر کسی کو یکساں طور پر براہ راست امام وقت کی راہنمائی میسر ہے۔ دنیا میں اس وقت کوئی دوسرا نظام ایسی مثال پیش نہیں کرسکتا۔

اس لئے ہمیں دعا کے لئے ہمیشہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے رہنا چاہئے۔ یقیناً آج کے دور میں امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہی ذات ہے جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ بطور خاص سنتا ہے اور اس کے گواہ ایک دو نہیں لاکھوں کروڑوں ہیں۔ اور ملاقات کو جانے والوں کو میں کہوں گا۔

وصالِ یار کو جانا تو ہو کر باوضو جانا
مجسم باادب رہنا، سراپا آرزو جانا
نگاہِ یار وہ شے ہے جو ذرہ کو بھی زر کر دے
اُٹھائے خاک سے اور شہر بھر میں معتبر کر دے
جو دانہ خاک میں ملنے کو بھی تیار ہوتا ہے
وہی اک دن گلابوں کی طرح گلزار ہوتا ہے
جو عاشق جان دینے کے لئے تیار ہوتا ہے
اُسی کے بخت میں لکھا وصالِ یار ہوتا ہے
عقیدت کے جلائے دیپ اُس کے روبرو جانا
وصالِ یار کو جانا تو ہو کے باوضو جانا
مجسم باادب رہنا سراپا آرزو جانا

ایک مرتبہ میں ایک ملک سے مشاعرے میں شرکت کر کے لوٹا۔ تین چار دنوں بعد ہی میری ملاقات تھی۔ میں نے سوچا کہ جا کر مشاعرے کی تفصیل بتاؤں گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں فلاں ملک مشاعرے کے لئے گیا تھا۔ اس پر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا: جی مجھے علم ہے فلاں فلاں شاعر کو داد ملی تھی آگے بتاؤ۔ میں نے عرض کی حضور بس میں دعا کے لئے حاضر ہوا تھا۔

انتخاب کے اگلے روز مجھے پاکستان سے ایک دوست کا فون آیا مبارکباد کے بعد کہنے لگا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انتہائی کم گو اور انتہائی سنجیدہ شخصیت کے مالک ہیں اور انتظامی امور میں دستور اور قوانین کی سختی سے پابندی کرنے اور کروانے والے ہیں۔ فون کے اختتام پر اُس نے دبے لفظوں میں یہ بھی کہا کہ قوانین اور دستور پر پابندی کے معاملے میں آپ کو سخت طبیعت کا کہا جاسکتا ہے۔

خاکسار نے ایک روز ملاقات میں اس دوست کی بات کا ذکر کیا کہ اُس نے کہا تھا کہ آپ کو سخت طبیعت کا کہا جاسکتا ہے۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس پر بہت اور بہت مسکرائے اور دریافت فرمایا ''کون تھا وہ''؟ میں ہچکچاتے ہچکچاتے نام بتانے کے لئے تیار ہو ہی رہا تھا تو حضور نے فرمایا ''چلیں نام رہنے دیں'' پھر مسکراتے ہوئے فرمایا ''اوہو بے چارہ۔ پتہ نہیں مَیں نے اُسے کیا کہا ہوگا اور اُس نے کیا سمجھ لیا ہوگا''۔

(نوٹ۔ کوئی قاری یہ سمجھ سکتا ہے کہ شائد خاکسار ہر وقت حضور سے سوال ہی پوچھتا رہتا ہے۔ یاد رہے کہ اس مضمون میں لکھے گئے یہ چند ایک سوال گزشتہ بارہ تیرہ سالوں میں پوچھے گئے تھے جنہیں ایک مضمون میں بیان کیا ہے)۔

گناہ اور توبہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سُوجھے۔ جیسے مکھی کے دو پَر ہیں۔ ایک میں شفا اور دُوسرے میں زہر۔ اسی طرح انسان کے دو پَر ہیں۔ ایک معاصی کا دوسرا خجالت، توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اُس کے بعد پچھتاتا ہے۔ گویا کہ دونوں پَر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے، مگر کُشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عُجب کی آفت سے گناہ انسان کو بچائے رکھتا ہے۔ جب نبی معصومؐ ستّر بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے وہ آخر اُسے چھوڑے گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدلا دیا اور اب گناہ اُسے بالطبع بُرا معلوم ہوگا۔ جیسے بھیڑ کو مَیلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے، اسی طرح وہ اِنسان بھی گناہ کی حرص نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے۔ مسلمانوں کو خنزیر کے گوشت سے جو بالطبع کراہت ہے، حالانکہ اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں جو حرام اور منع ہیں تو اس میں حکمت یہی ہے کہ ایک نمونہ کراہت کا رکھ دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ اسی طرح انسان کو گناہ سے نفرت ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 4-3۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)